

حضور ﷺ کے آباء کی شانیں

ترجمہ و تحقیق

مفتی محمد خان قادری

الدرج المنیفة فی آباء الشریفة

للشیخ العلامة جلال الدین
عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی رحمہ اللہ

المتوفی سنة ۹۱۱ھ / ۱۵۰۵ء



بسلسلہ مقام والدین مصطفیٰ نمبر ۲

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آبا کی شانیں

تصنیف
امام جلال الدین سیوطیؒ

ترجمہ و تحقیق
مفتی محمد خان قادری

حجاز پبلی کیشنز لاہور

جملہ حقوق حق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	الدرج المنیفۃ فی آلآباء الشریفۃ
ترجمہ کا نام	حضور ﷺ کے آباء کی شان
مترجم	مفتی محمد خان قادری
پروف ریڈنگ	حافظ محمد سفیان
کمپوزنگ	حجاز بیپر مارٹ مستا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور کمپوزر محمد ظفر اقبال مد ثر اعوان حضرت کیلیانوالہ
ناشر	حجاز پبلی کیشنز لاہور
زیر اہتمام	محمد اسلم شہزاد
اشاعت	رجب المرجب 1420ھ اکتوبر 1999ء
تعداد	گیارہ سو (1100)
قیمت	25/= روپے

انتساب

حضرت العلام مولانا محمد مہر الدین نقشبندی جماعتی رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

۱- جو مدرس یگانہ تھے بلکہ عظیم محقق اور مصنف بھی تھے۔

۲- طالب علم سے ان کی دوستی کا ماحول کتاب کا مشکل سے مشکل مقام بھی آسان کر دیتا۔

۳- سیرت و کردار میں وہ اپنے اسلاف کی یادگار تھے۔

محمد خان قادری



فہرست

انتساب	3	تفصیلی دلائل	27
تین درجات	14	گزر چکا ہے	28
درجہ اول	14	عرب دین ابراہیمی پر تھے	29
آئمہ شوافع اور اشاعرہ کا فیصلہ	15	حافظ ابن کثیر کی شہادت	30
آٹھ آیات قرآنیہ	15	معمر مسلمان تھے	31
یہ تمام ناسخ ہیں	20	کعب بن لوی اور جمعہ کا خطاب	31
احادیث سے تائید	20	چند گواہ مزید	32
حدیث میں تصریح	21	تین دلائل	32
درجہ ثانیہ	22	سیدنا ابراہیم کی دعا	34
تمام سے ادا سے ہی ناسخ ہیں	22	حضرت عبدالمطلب کا معاملہ	36
منکر آمدہ سے تائید	22	قول ساقط	37
تمام کے موحد ہونے پر دلائل	23	ضمیمہ	37
مجمل و مفصل دلائل	25	تمام انبیاء کی تاکید	39
پہلے مقدمہ پر دلائل	25	خاتمہ	40
دوسرے مقدمہ پر دلائل	26	امام شافعی کا مذہب	42

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجدد امت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے والدین کریمین کے ایمان و مقام پر جو چھ رسائل تصنیف فرمائے ہیں ان میں سے یہ تیسرا ہے۔ دیگر رسائل کے مقدمات کی طرح اسکے مقدمہ میں بھی ہم کچھ دیگر اہل علم کی اس سلسلہ میں آراء نقل کر رہے ہیں۔

1۔ شیخ الاسلام امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۷۳ھ شرح قصیدہ ام القریٰ میں اہم نوٹ لکھتے ہیں۔

لک ان تاخذ من کلام الناظم الذی علمت ان الاحادیث مصرحة لفظا فی اکثره ومعنی فی کله ان آباء النبی صلی الله علیه وسلم غیر الانبیاء وامهاته الی آدم و حواء لیس لهم کافر لان الکافر لایقال فی حقه انه مختار ولا کریم ولا طاہر بل نجس کما فی اٰیة انما المشرکون نجس وقد صرحت الاحادیث السابقة بانهم مختارون وان الاباء کرام والا مہات طاہرات وایضاً فهم الی اسماعیل کانوا من اہل الفترة وهم فی حکم

تم نے کلام ناظم (امام بوصیری) سے یہ جان لیا کہ احادیث مبارکہ صراحتہ اور معناً واضح کر دیتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباء اور مائیں حضرت آدم اور حضرت حوا علیہا السلام سے لے کر کوئی کافر نہیں کیونکہ کافر کو اعلیٰ، پاک اور بزرگ نہیں کہا جا سکتا بلکہ وہ سراپا پلید ہیں۔ جیسا کہ فرمان ہے مشرک نجس ہیں۔ اور احادیث سابقہ نشاندہی کر رہی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء اعلیٰ، افضل اور پاک ہیں۔ وہ حضرت اسماعیل علیہم السلام تک اہل فترت ہیں اور نص صریح کے مطابق مسلمانوں کے حکم میں ہیں۔ اس طرح حضرت ابراہیم علیہم السلام سے لے کر حضرت آدم

المسلمين بنص الآية وكذا من ابراہیم الی آدم وكذا بين كل رسولين وايضا قال الله تعالى وتقلبك في الساجدين على احد التفاسير فيه ان المراد تنقل نوره من ساجد الى ساجد وحينئذ فهذا صريح في ان ابوى النبي صلى الله عليه وآله وسلم آمنة وعبدالله من اهل الجنة لانهما من اقرب المختارين له وهذا هو الحق بل في حديث صححه غير واحد من الحفاظ ولم يلتفتوا الى من طعن فيه ان الله احياهما له فآمنا به خصوصية لهما وكرامة له صلى الله عليه وسلم

(الفضل الغرى لقراء ام القرى: [illegible])

تک اور اس طرح دو رسولوں کے درمیان بھی ۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ بھی فرمان ہے وہ آپ کا سجدہ کرنے والوں میں منتقل ہونے کو بھی دیکھتا ہے۔ اس کی ایک تفسیر یہ ہے کہ مراد ایک سجدہ والے سے دوسرے سجدہ والے کی طرف نور کا منتقل ہونا ہے تو یہ صراحت ہے کہ حضور کے والدین جنتی ہیں کیونکہ وہ آپ ﷺ کے سب سے قریبی اور فضیلت والے ہیں اور یہی بات حق ہے بلکہ ایک حدیث جس کو متعدد محدثین نے صحیح قرار دیا اور اس میں طعن کرنے والے کی طرف توجہ ہی نہیں کی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے والدین کو زندہ فرمایا اور آپ ﷺ پر ایمان لائے اور یہ آپ ﷺ کی خصوصیت اور فضیلت ہے۔

۔ امام ابن عابدین شامی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کے بارے میں لکھتے ہیں:-

الاتری ان نبینا صلی الله علیه وسلم قد اکرمه الله تعالی بحیاة ابویه له حتی امنا به کما فی الحدیث صححه القرطبی وابن ناصرالدین دمشقی بالایمان بعد علی خلاف القاعدة اکراما لنبیهم صلی الله علیه وآله وسلم

تم جانتے ہو اللہ تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اکرام کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کو زندہ فرمایا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے جیسا کہ حدیث میں ہے۔ جسے امام قرطبی اور حافظ ابن ناصرالدین دمشقی نے صحیح قرار دیا اور یہ تمام بطور معجزہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ہوا۔

(فتاوی شامی [illegible])

۳۔ امام ابن نجیم کافر پر لعنت کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ومن مات علی الکفر ابیح لعنة الا والدی رسول الله صلی الله علیه وسلم لثبوت ان الله تعالی احیاهما حتی امنا به

(الاشباہ والنظائر [illegible])

ہر فوت شدہ کافر پر لعنت کرنا جائز ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین شریفین کیونکہ ان کے بارے میں ثابت ہے کہ زندہ ہو کر اسلام لائے تھے۔

۴۔ امام حسین بن محمد دیار بکری اسے کثیر آئمہ کا مذہب قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ویذهب جمع کثیر من الائمة الاعلام الی ان ابوی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ناجیان محکوم لهما بالنجاة فی الآخرة وهم اعلم الناس باقوال من خالفهم

کثیر آئمہ اور اکابر کا یہی مسلک ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین جنتی ہیں اور وہ آخرت میں نجات پانے والے ہیں۔ اور یہ لوگ اس کے مخالف اقوال کو ہم سے بہتر جاننے والے ہیں۔

(تاریخ الخمیس، ۲۳۰)

۵۔ مولانا محمد ادریس کاندھلوی تفصیلی گفتگو کے بعد رقمطراز ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد اپنے اپنے زمانہ کے عقلا اور حکماء اور سادات عظام اور قائدین کرام تھے۔ فہم و فراست، حسن صورت اور حسن سیرت، مکارم اخلاق اور محاسن اعمال، حلم اور بردباری اور جود و کرم و مہمان نوازی میں یگانۂ زمانہ تھے۔ ہر عزت و رفعت اور سیادت و وجاہت کے ماوی و ملجا تھے اور سلسلہ نسب کے آباو کرام میں بہت سوں کے متعلق تو احادیث مرفوعہ اور اقوال صحابہ سے معلوم ہو چکا کہ ملت ابراہیمی پر تھے۔ (جیسا کہ گزر چکا) اور جن آباؤ اجداد کے ملت ابراہیمی پر ہونے کی احادیث میں تصریح نہیں ان کے احوال ان کے صحیح الفطرت اور سلیم الطبیعت ہونے پر صراحۃ دلالت کرتے ہیں۔

(سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ج ۱، ص ۱۰، مطبوعہ لاہور)

۶۔ علامہ سید محمود شکری آلوسی جنہوں نے احوال عرب پر نہایت ہی تحقیقی کام کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

وذهب كثير من العلماء الى ان جميع اهل النبی صلی الله علیه وآله وسلم من الاباء و الامهات كانوا موحدين فی اعتقاد هم موقنين بالبعث والحساب وغير ذلك معاملتٌ به الحنيفية من الاحكام

کثیر علماء کا یہی موقف ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصل خواہ وہ آباء ہیں یا امہات تمام کے تمام اعتقاد کے اعتبار سے توحید پرست، قیامت اور حساب کتاب اور دیگر ان تمام احکام پر ایمان رکھنے والے تھے جن پر حنفاء لوگ ایمان رکھتے تھے۔

(بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب، [illegible])

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان مبارکہ کے تفصیلی ذکر کے بعد فرماتے ہیں۔

كلهم سادة قادة اشتهروا بالحسن المكارم والفضائل

یہ تمام لوگ اپنے اپنے دور کے سردار اور قائد رہے اور یہ فضائل اور اخلاق کے حوالے سے خوب مشہور تھے۔

(ایضاً ص، [illegible])

۷۔ امام ابراہیم بیجوری اہل فترت پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں جب ہم نے اہل فترت کے بارے میں جانا کہ مختار یہی ہے۔ کہ وہ نجات پائیں گے۔

لكونهما من اهل الفترة بل جميع آبائه صلى الله عليه وسلم وامهاته ناجون ومحكوم بايمانهم لم يدخلهم كفر و لا رجس ولا عيب ولاشئ

حضرت ان ابوین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناجیان تو اس سے تم پر یہ بھی اشکار ہو گیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین ناجی ہیں کیونکہ وہ اہل فترت ہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام آباء ہیں صاحب نجات

مما كان عليه الجاهلية بادلة نقلية كقوله تعالى وتقلبك في الساجدين وقوله صلى الله عليه وسلم لم ازل انقل من الاصلاب الطاهرات الى الارحام الزاكيات وغير ذلك من الاحاديث البالغة مبلغ التواتر فالحق الذي نلقى الله عليه ان ابويه ناجيان

(تحفة المريد على جوهرة التوحيد ۳)

اور صاحب ایمان ہیں ان میں سے کسی میں کفر اور جاہلیت کی کوئی شی نہ تھی اس پر دلائل نقلیہ شاہد ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وتقلبک فی الساجدین اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوتا رہا اور اس کے علاوہ بھی احادیث ہیں جو حد تواتر کو پہنچ چکی ہیں لہٰذا حق یہی ہے کہ ہم اس عقیدہ کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوں۔

۸۔ شیخ سلیمان جمل حاشیہ تفسیر جلالین میں رقمطراز ہیں

صرحت به الاحاديث ان آباء النبي وامهاته الى آدم و حواء ليس فيهم كافر لان الكافر لايقال في حقه انه مختار ولاكريم ولاطاهر بل نجس وهذا صريح في ان ابوى النبي صلى الله عليه وآله وسلم آمنة وعبدالله من اهل الجنة لانهما اقرب المختارين له

• نبی اللہ علیہ وآلہ وسلم

احادیث میں تصریح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ و امہات حضرت آدم اور حضرت حوا علیہم السلام تک ان میں کوئی کافر نہیں۔ کیونکہ کافر کو پسندیدہ، کریم اور طاہر نہیں کہا جا سکتا بلکہ وہ ناپاک ہوتا ہے • تو یہ صراحت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین سیدہ آمنہ اور سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جنتی ہیں کیونکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے زیادہ

وهذا هوالحق بل فی حدیث صحیحه غیر واحد من الحفاظ ان اللّٰه احیاهما له فامنابه خصوصیة لهما وکرامة له صلی اللّٰه علیه وآله وسلم وکون الایمان به لا ینفع بعد الموت محله فی غیر الخصوصیة والکرامة

قریب رکھنے والے منتخب ہیں۔ اور یہی بات حق ہے بلکہ حدیث ہے جسے متعدد حفاظ حدیث نے صحیح قرار دیا کہ اللہ تعالی نے والدین مصطفے ﷺ کو ان کی خصوصیت اور آپ ﷺ کی عظمت کے پیش زندہ کیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے رہی یہ بات کہ موت کے بعد ایمان نافع نہیں تو وہ مقام خصوصیت اور کرامت کے علاوہ کی بات ہے۔

اللہ تعالی امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے درجات میں مزید ترقی عطا فرمائے جنہوں نے اس موضوع پر خوب خدمت کا شرف پایا اس رسالہ کے علاوہ بقیہ پانچ رسائل کے تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ والدین مصطفی ﷺ کے بارے میں اسلاف کا مذہب
۲۔ والدین مصطفی ﷺ جنتی ہیں۔
۳۔ حضور ﷺ کے آباء کی شانیں۔
۴۔ والدین مصطفی ﷺ کا زندہ ہو کر ایمان لانا۔
۵۔ نسب نبوی کا مقام
۶۔ والدین مصطفی ﷺ کے بارے میں صحیح عقیدہ

دعا ہے اللہ تعالی اس خدمت کو دوجہ قبولیت عطا فرمائے اور روز قیامت حضور کے جھنڈے کے نیچے جگہ عطا فرمائے۔

خادم والدین مصطفیٰ ﷺ
محمد خان قادری
جامع رحمانیہ شادمان لاہور
بروز اتوار ۱۵ ستمبر ۱۹۹۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے بارے میں بندہ کی یہ تیسری تصنیف ہے جو تمام سے مختصر ہے۔ میں کہتا ہوں "اکثر آئمہ اعلام کی یہ رائے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین ناجی ہیں اور وہ آخرت میں نجات پائیں گے۔ اور یہ تمام علماء دوسروں سے مخالف قول رکھنے والوں کو زیادہ جانتے ہیں اور یہ درجہ میں ان سے کسی طرح بھی کم نہیں' یہ آئمہ احادیث و آثار کے حافظ ہیں ان سے بڑھ کر ان دلائل کے نقد کو کون جانتا ہے جن سے اس پر انہوں نے استدلال کیا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ تمام علوم کے جامع اور فنون کے ماہر' خصوصاً وہ چار علوم جن کے ساتھ اس مسئلہ کا تعلق ہے۔ کیونکہ یہ تین قواعد پر مبنی ہے کلامیہ' اصولیہ اور فقہیہ۔ چوتھا قاعدہ حدیث اور اصول فقہ میں مشترک ہے' اس کے ساتھ ساتھ حفظ حدیث میں مہارت' وسعت اور صحت نقد کا علم' اقوال آئمہ پر اطلاع اور ان کے تمام کلام پر نظر کا ہونا ضروری ہے۔ یہ ہرگز گمان نہ کرنا کہ (معاذ اللہ) یہ آئمہ ان احادیث سے واقف نہیں جن سے مخالفین نے استدلال کیا ہے' یہ آگاہ ہی نہیں بلکہ انہوں نے گہرائی میں ڈوب کر ان کا مطالعہ کیا اور اس قدر خوبصورت ان کا جواب دیا ہے کوئی منصف رد نہیں کر سکتا اور اپنے موقف پر جو انہوں نے دلائل فراہم کئے ہیں وہ پہاڑوں کی طرح مضبوط ہیں' ہماہ ذونوں افریق اکابر اور اجلہ آئمہ ہیں۔

تین درجات

نجات کا قول کرنے والوں کے تین درجات ہیں۔

درجہ اول

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین تک کسی دین کی دعوت نہیں پہنچی' وہ زمانہ فترت میں تھے جب اہل مشرق و مغرب میں جہالت ہی جہالت تھی' اس وقت کوئی

دعوت دینے والا تھا ہی نہیں اور نہ ہی وہ کسی شریعت سے آگاہ تھے' یہ بھی پیش نظر رہے کہ آپ کے والدین ابتدائی عمر میں وصال فرما گئے' وہ بڑھاپے کو پہنچے ہی نہیں' انہیں زیادہ سفر' تجربات اور واقعات پر اطلاع بھی نہ ہوئی۔ حافظ علائی کہتے کہ صحت کے ساتھ یہ ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی نے اٹھارہ سال اور والدہ ماجدہ نے تقریباً بیس سال کی عمر میں وصال فرمایا۔ یہ تو یہ بھی ذہن میں رہے آپ گھر میں نہایت ہی باپردہ خاتون تھیں کبھی بھی مردوں کے سامنے تک نہیں گئیں اور نہ ہی کسی خبر دینے والے کی ان سے ملاقات ہوئی۔

آج شرقاً و غرباً اسلام اور اس کی تعلیمات پھیلی ہوئی ہیں مگر خواتین اکثر احکام شریعت سے ناواقف ہیں کیونکہ وہ فقہاء و علماء سے دور ہوتی ہیں اس کے بعد بتایئے دور جاہلیت اور فترت کے بارے میں کیا خیال ہونا چاہیے؟

آئمہ شوافع اور اشاعرہ کا فیصلہ

جن لوگوں تک دعوت نہیں پہنچی ان کے بارے میں آئمہ و فقہاء شوافع اور اہل کلام و اصول کے آئمہ اشاعرہ کا اس پر اتفاق ہے کہ ایسے شخص کی نجات ہو جائے گی وہ جنت میں جائے گا۔ امام شافعی اور ان کے تمام اصحاب کی یہی رائے ہے۔

آٹھ آیات قرآنیہ

اس پر انہوں نے آٹھ آیات قرآنیہ سے استدلال کیا ہے۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وماکنا معذبین حتی نبعث رسولا (الاسراء ۱۵) | اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک ہم رسول نہ بھیج لیں۔

ب۔ سورۃ الانعام میں ارشاد ہوتا ہے۔

ذلک ان لم یکن ربک مهلک القری بظلم واهلها غافلون (الانعام ۱۳۱)

یہ اس لئے کہ تیرا رب بستیوں کو ظلم سے تباہ نہیں کرتا کہ ان کے لوگ بے خبر ہوں۔

ج۔ سورۃ القصص میں فرمایا

ولولاان تصیبهم مصیبة بما قدمت ایدیهم فیقولوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع اٰیٰتک ونکون من المؤمنین (القصص ۴۷)

اور اگر نہ ہوتا کہ کبھی پہنچتی انہیں کوئی مصیبت اس کے سبب جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا تو کہتے اے ہمارے رب! تو نے کیوں نہ بھیجا ہماری طرف کوئی رسول کہ ہم تیری آیتوں کی پیروی کرتے اور ایمان لاتے۔

د۔ اسی سورۃ مبارکہ میں دوسرے مقام پر فرمایا۔

وما کان ربک مهلک القری حتی یبعث فی امها رسولا یتلوا علیهم اٰیٰتنا (القصص ۵۹)

اور تمہارا رب شہروں کو ہلاک نہیں کرتا جب تک ان کے اصل مرجع میں رسول نہ بھیجے جو ان پر ہماری آیتیں پڑھے۔

ھ۔ اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

ولوانا اهلکنهم بعذاب من قبله لقالوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع اٰیٰتک من قبل ان نذل ونخزی (طٰہٰ ۱۳۴)

اور اگر ہم انہیں کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے رسول کے آنے سے پہلے تو ضرور کہتے اے ہمارے رب! تو نے ہماری طرف کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیتوں پر چلتے قبل اس کے کہ ذلیل و رسوا ہوتے۔

۶۔ سورۃ الانعام میں ارشاد باری نقل ہے۔

وهذا كتاب انزلناه مبرك فاتبعوه واتقوا لعلكم ترحمون ان تقولوا انما انزل الكتاب على طائفتين من قبلنا وان كنا عن دراستهم لغفلين (الانعام: ۱۵۵،۱۵۶)

اور یہ برکت والی کتاب ہم نے اتاری تو اس کی پیروی کرو اور پرہیزگاری کرو کہ تم پر رحم ہو۔ کبھی کہو کہ کتاب تو ہم سے پہلے دو گروہوں پر اتری تھی۔ اور ہمیں ان کے پڑھنے پڑھانے کی کچھ خبر نہ تھی۔

۷۔ سورۃ الشعراء میں ہے۔

وما اهلكنا من قرية الا لها منذرون ذكرى وما كنا ظلمين (الشعراء: ۲۰۸،۲۰۹)

اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہ کی جسے ڈر سنانے والے نہ ہوں نصیحت کے لئے اور ہم ظلم نہیں کرتے۔

۸۔ سورۃ الفاطر میں ارشاد ربانی ہے۔

وهم يصطرخون فيها ربنا اخرجنا نعمل صلحا غير الذي كنا نعمل اولم نعمركم ما يتذكر فيه من تذكر وجاءكم النذير فذوقوا فما للظلمين من نصير (الفاطر: ۳۷)

اور وہ اس میں چلاتے ہونگے کہ اے ہمارے رب! ہمیں نکال کہ ہم اچھا کام کریں اس کے خلاف جو پہلے کرتے تھے اور کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لیتا جسے سمجھنا ہوتا اور ڈر سنانے والا تمہارے پاس تشریف لایا تھا تو اب چکھو کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

چند احادیث مبارکہ

اسی طرح انہوں نے اپنے موقف پر ان چند احادیث سے بھی استدلال کیا ہے۔

۱۔ امام احمد اور اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسانید میں اور بیہقی نے الاعتقاد میں صحیح قرار دیتے ہوئے حضرت اسود بن سریع اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چار آدمی روز قیامت حجت پیش کریں گے۔

۱۔ بہرا شخص جو کچھ نہ سن سکتا ہو۔

۲۔ بے وقوف

۳۔ نہایت ہی بوڑھا

۴۔ زمانۂ فترت میں فوت ہونے والا

بہرا عرض کرے گا اسلام آیا مگر میں کچھ سن ہی نہ سکتا تھا۔ بے وقوف و دیوانہ عرض کرے گا اسلام آیا تو مجھے بچے مینگنیاں مار مار کر بھگا دیتے تھے۔ بوڑھا عرض کرے گا میرے رب اسلام آیا مگر میں کوئی شے سمجھ ہی نہ پایا۔ تب فترت میں فوت ہونے والا عرض کرے گا میرے رب میرے پاس تیرا رسول آیا ہی نہیں۔ ان سے اللہ تعالیٰ اطاعت کا وعدہ لے گا پھر رسول ان کی طرف بھیجے گا جو انہیں آگ میں داخل ہونے کے لئے کہے گا جو وہاں داخل ہو جائے گا وہ سلامتی اور امن میں چلا جائے گا اور جو داخل نہ ہو گا اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

(مسند احمد ۴/۲۴)

۲۔ امام بزار نے مسند میں سند حسن (شرائط شیخین پر) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "فترت میں فوت ہونے والے، معتوہ (بے سمجھ) اور بچے کو لایا جائے گا صاحب فترت کہے گا میرے پاس کوئی کتاب اور رسول نہیں آیا" معتوہ کہے گا میرے رب تو نے مجھے عقل ہی نہ دی کہ اس سے خیر و شر میں تمیز کرتا" بچہ عرض کرے گا مجھے عمل کے لئے وقت ہی نہیں ملا" ان کے سامنے آگ لائی جائے گی اور ان سے کہا جائے گا اس میں لوٹ جاؤ اس میں ایسے لوگ داخل ہو جائیں گے جو اللہ تعالیٰ کے علم میں سعید تھے اگر وہ عمل

کا وقت پاتے اور وہ رک جائیں گے جو عمر میں شق تھے اگرچہ عمل کا وقت بھی پا لیتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

اباي عصيتم فكيف برسلي بالغيب؟ (مسند بزار)	تم میرے سامنے میری نافرمانی کر رہے ہو، غیب میں میرے رسولوں کے ساتھ تمہارا عمل کیا ہوتا؟

۳۔ امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے اپنی تفاسیر میں سند صحیح (شرائط بخاری و مسلم) کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، روز قیامت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اہل فترت، بے عقل ہوگئے، بہرے اور ان بوڑھوں کو جمع کیا جائے گا جنہوں نے اسلام نہ پایا ہوگا پھر ان کی طرف رسول بھیجا جائے گا جو انہیں آگ میں داخل ہونے کا کہے گا وہ کہیں گے یہ کیوں؟ ہمارے پاس تو رسول آئے ہی نہیں پھر فرمایا، اللہ کی قسم! اگر وہ اس میں داخل ہو جاتے تو وہ ان پر ٹھنڈی ہو جاتی پھر ان کی طرف رسول بھیجا جائے گا تاکہ وہ ان کی اطاعت کریں تو وہی اطاعت کرے گا جو اطاعت کرنا چاہتا تھا، پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس پر بطور استدلال یہ آیت مبارکہ پڑھو۔

وماكنا معذبين حتى نبعث رسولا (الاسراء، ۱۵)	اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیج لیں۔

(جامع البیان، ۱۵:۴۲)

۴۔ امام حاکم نے مستدرک میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی اور کہا یہ شرائط بخاری و مسلم کے مطابق صحیح ہے امام ذہبی نے ان کے اس حکم کو ثابت رکھا۔

(المستدرک، ۴:۶۰۳)

۵۔ امام بزار اور ابویعلیٰ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی نقل کیا۔

۶۔ امام ابونعیم نے حلیہ میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسی ہی حدیث نقل کی ہے۔

یہ تمام ناسخ ہیں

علماء نے فرمایا ہے کہ یہ تمام آیات و احادیث ان احادیث کی ناسخ ہیں جو صحیح مسلم وغیرہ میں ہیں۔ جیسا کہ مشرکین کے بچوں کے بارے میں حدیث ہے کہ وہ دوزخ میں ہوں گے مثلاً تعلق کے اس ارشاد گرامی "ولاتزر وازرۃ وزر اخری" سے منسوخ ہے۔

اسی طرح جو احادیث اوپر آئی ہیں وہ اس روایت کے خلاف ہیں۔
اسی طریقہ و راہ کو پوری جماعت نے اختیار کیا ہے ان میں سے آخری حافظ زمانہ قاضی القضاۃ شہاب الدین احمد بن حجر عسقلانی ہیں' وہ فرماتے ہیں

الظن بابائه صلی الله علیه وآله وسلم کلهم یعنی الذین ماتوا قبل البعثة انهم یطیعون عند الامتحان لتقربه عینه صلی الله علیه وسلم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام آباء جو اعلان نبوت سے پہلے وصال فرما گئے ان کو بوقت امتحان طاعت نصیب ہو گی تاکہ اس سے حضور ﷺ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

احادیث سے تائید

اس موقف کی تائید یہ احادیث بھی کرتی ہیں۔
۱۔امام ابن جریر نے تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ "ولسوف یعطیک ربک فترضی" کے تحت ان کا یہ قول نقل کیا ہے:

من رضا محمد صلی الله علیه وسلم ان لایدخل احد من اهل بیته النار

حضور ﷺ کی رضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہل بیت میں سے کوئی آگ میں داخل نہ ہو۔

(جامع البیان' ۳۰' ۱۳۲)

۲۔امام حاکم روایت کو صحیح قرار دیتے ہوئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ صلی اللہ

آلہ وسلم کے والدین کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا۔

ما سالت ربی فیعطینی فیہما وانی لقائم یومئذ المقام المحمود

میں نے جو کچھ اپنے رب سے مانگا اس نے مجھے ان کے بارے میں عطا فرمایا اور میں اس دن مقام محمود پر کھڑا کیا جاؤں گا

(المستدرک: [illegible])

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی واضح کر رہا ہے کہ روز قیامت انہیں بوقت امتحان شفاعت نصیب ہوگی اگر انہیں دعوت پہنچی ہوتی تو یہ شفاعت نہ ملتی کیونکہ دعوت پہنچنے والے منکر کے لئے شفاعت نہیں ہوا کرتی۔

حدیث میں تصریح

یہاں تو اشارۃً ذکر ہے مگر ایک حدیث میں اس پر تصریح ہے جسے تمام رازی نے فوائد میں سند ضعیف کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز

شفعت لابی ولمی وعمی ابی طالب واخ لی فی الجاهلیة

میں اپنے والد، والدہ، چچا ابوطالب اور جاہلیت کے رضاعی بھائی کی شفاعت کروں گا

اسے امام محب طبری (جو حفاظ و فقہاء سے ہیں) نے "ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی" (صفحہ ۱۷) میں بھی ذکر کیا ہے اور فرمایا اگر یہ روایت ثابت ہے تو پھر حضرت ابوطالب کے حوالے سے اس میں تاویل کرنا ہوگی کیونکہ حدیث صحیح میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔

نوٹ۔ حضرت ابوطالب کے حوالے سے اس لئے تاویل کرنا پڑی کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعلانِ نبوت پایا مگر اسلام نہ لاسکے

جن لوگوں کو دعوت نہ پہنچ سکی ان کے بارے میں اہل علم کی مختلف تعبیرات ہیں لیکن سب سے خوبصورت یہ ہے کہ وہ صاحب نجات ہیں' بعض نے کہا وہ مسلمان

ہیں' غزالی فرماتے ہیں تحقیق یہ ہے کہ انہیں حکم مسلم میں مانا جائے

درجہ ثانیہ

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کو زندہ فرمایا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے اور یہ حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ثابت ہے اسے خطیب بغدادی نے "السابق واللاحق" میں "دار قطنی اور ابن عساکر دونوں نے غرائب مالک میں ابن شاہین نے الناسخ والمنسوخ میں محب طبری نے خلاصۃ السیر میں نقل کیا ہے سہیلی نے الروض الانف میں ایک اور سند سے دوسرے الفاظ میں نقل کی اور اس کی سند ضعیف ہے لیکن ضعف کے باوجود تینوں علماء نے اس کی طرف میلان کیا۔ اسی طرح امام قرطبی اور امام ابن منیر نے بھی' اس موقف کو ابن سید الناس نے بعض اہل علم سے نقل کیا' امام صلاح صفدی نے اپنی نظم میں اسی موقف کو لیا۔ حافظ شمس الدین ابن ناصر الدین دمشقی نے اسے ان اشعار میں بیان کیا

تمام نے اسے ہی ناسخ مانا

ان تمام محدثین نے اس کے متواتر ہونے کی وجہ مخالف احادیث کے لئے اسے ناسخ مانا ہے اور انہوں نے اس کے ضعف کی پرواہ نہیں کی اس لئے کہ فضائل و مناقب میں حدیث ضعیف پر بھی عمل کیا جاتا ہے اور زیر بحث معاملہ مناقب کا ہے۔

متفقہ قاعدہ سے تائید

بعض اہل علم نے اس حدیث کی تائید اس قاعدہ سے کی ہے جس پر تمام امت کا اتفاق ہے' وہ یہ ہے کہ جو معجزہ یا خصوصیت اللہ تعالیٰ نے کسی بھی نبی کو عطا کی اس نے اس کی مثل ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ضرور عطا کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر قبور سے مردوں کو زندہ فرمایا تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بھی اس کا ثبوت ضروری ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس طرح کا واقعہ سوائے اس کے اور کوئی منقول نہیں اور اس کے ثبوت میں کوئی

بعد بھی نہیں' اگرچہ دیگر متعدد اشیاء اس طرح کی ہیں مثلاً دستی کے گوشت کا گفتگو کرنا' کھجور کے تنے کا رونا' لیکن مذکورہ واقعہ زندہ ہو کر ایمان لانا یہ بعینہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کے مطابق ہے۔ لہذا حاکمیت کے اعتبار سے زیادہ مناسب ہے اور بلاشبہ اس حدیث کو جو طرق قوی کرتے ہیں ان میں سے اس کا قاعدۂ مسلم کے موافق ہونا بھی ہے۔ حافظ ابن ناصرالدین دمشقی کہتے ہیں۔

حبا الله النبی مزید فضل علی فضل وکان به رؤوفا

(اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر فضل در فضل فرمایا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نہایت ہی مہربان ہے)

فاحیا امه وکذا اباه لایمان به فضلا لطیفا

(آپ کی والدہ اور والد دونوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کے لئے زندہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیسا لطف فرمایا)

فسلم فالقدیم بذا قدیر وان کان الحدیث به ضعیفا

(اے مخاطب اسے مان لے وہ قدیم ذات اس پر قادر ہے اگرچہ اس معاملہ میں وارد حدیث ضعیف ہے)

درجہ ثالثہ

یہ دونوں توحید اور دین ابراہیمی پر تھے جیسا کہ عرب کے کچھ اور لوگ بھی اس دین پر تھے مثلاً زید بن عمرو بن نفیل' قس بن ساعدہ' ورقہ بن نوفل' عمیر بن حبیب جہنی اور عمرو بن عتبہ۔

23 یہ راہ امام فخرالدین رازی نے اپنائی ہے اور انہوں نے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت آدم تک تمام آباء توحید پر تھے ان میں کوئی بھی مشرک نہیں۔

تمام کے موحد ہونے پر دلائل

جو دلائل اس پر دال ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء میں کوئی مشرک نہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں

۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک فرمان ہے۔

لم ازل انقل من اصلاب الطاہرین الی ارحام الطاہرات	میں ہمیشہ پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا رہا ہوں۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم' ۱/۵۷)

۔ اللہ تعالیٰ کا مبارک ارشاد ہے۔

انما المشرکون نجس	بلاشبہ تمام مشرک ناپاک ہیں۔

(التوبہ' ۲۸)

تو ضروری ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد میں سے کوئی مشرک نہ ہو۔

۔ اللہ تعالیٰ کا مبارک ارشاد ہے۔

الذی یرٰک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین	جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو۔

(الشعراء' ۲۱۸'۲۱۹)

اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور مبارک ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف منتقل ہوتا رہا ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں اس تفصیل کی وجہ سے آیت دال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام آباء مسلمان ہیں' پھر کہا اس وجہ سے لازم ہے کہ حضرت ابراہیم کے والد کافر نہ ہوں بلکہ چچا ہوں' زیادہ سے زیادہ کوئی اس آیت مبارکہ کو اس کے دیگر معانی پر محمول کرے گا لیکن تمام کے بارے میں روایات ہیں اور ان میں کوئی منافات نہیں تو آیت کو ان تمام پر محمول کر لیا جائے گا' اس سے یہ بھی آشکار ہو جاتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد بت پرست نہ تھے' رہے آزر تو وہ ان کے والدین نہیں بلکہ چچا ہیں۔ اس آیت سے اس استدلال پر امام رازی کے ساتھ ہمارے آئمہ میں سے صاحب الحاوی الکبیر امام ماوردی بھی ہیں۔

(اعلام النبوۃ' ۲۱۵)

مجمل و مفصل دلائل

ہم پر اس بات کو تقویت دینے کے لئے دو طرح کے دلائل آشکار ہوئے ہیں مجمل اور مفصل، مجمل دلیل دو مقدمات پر مشتمل ہے۔

ا۔ احادیث صحیحہ اس پر شاہد ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد میں ہر ایک حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اپنے دور کے تمام لوگوں سے افضل و بہتر تھے۔

ب۔ احادیث صحیحہ اور آثار اس پر بھی شاہد ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کے عہد سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت تک یہ زمین اہل فطرت سے خالی نہیں رہی۔ یہ لوگ اللہ کی عبادت کرتے، اسے واحد جانتے اور اس کی نماز ادا کرتے۔ ان ہی کی وجہ سے زمین کی حفاظت ہوئی اگر یہ نہ ہوتے تو تمام زمین اور اس پر رہنے والے ہلاک ہو جاتے۔

پہلے مقدمہ پر دلائل

ا۔ بخاری شریف کی حدیث ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

بعثت من خير قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی بعثت من القرن الذی کنت فیہ	میں حضرت آدم سے ہر دور میں بہتر سے بہتر خاندان کی طرف منتقل ہوتا رہا حتی کہ اس خاندان میں آیا جس میں ہوں۔

(البخاری باب صفۃ النبی)

۲۔ بیہقی کی حدیث میں فرمایا جب بھی اللہ تعالیٰ نے دو گروہ بنائے تو مجھے ان میں سے بہتر میں رکھا حتی کہ میں اپنے والدین کے ہاں پیدا ہوا تو کسی کو عہد جاہلیت کی کسی شے نے نہیں چھوا۔ میں حضرت آدم سے لے کر اپنے والد اور والدہ تک نکاح سے ہی پیدا ہوتا رہا نہ کہ بدکاری سے۔

فانا خیرکم نفسا وخیرکم اباء (دلائل النبوۃ ۱۷۵)	میں تم میں سے ہر ایک سے اپنی ذات کے حوالے سے افضل ہوں اور والدین کے حوالے سے بھی افضل ہوں۔

۳۔ ابونعیم وغیرہ کی حدیث جس میں فرمایا میں پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوتا رہا جو مزکی اور مہذب تھے

لا یشعب شعبتان الاکنت فی خیرھما (دلائل النبوۃ ۱۷۵)	جب بھی کسی گروہ کے دو شعبے ہوئے تو میں ان میں سے بہتر افضل میں تھا

دوسرے مقدمہ پر دلائل

۱۔ امام عبدالرزاق نے مصنف میں ابن منذر نے تفسیر میں سند صحیح (بخاری و مسلم کی شرط پر) کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

لم یزل علی وجه الارض من یعبد الله علیها	ہمیشہ زمین پر ایسے لوگ موجود رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے۔

۲۔ امام احمد نے زہد میں اور شیخ خلال نے کرامات اولیاء میں سند صحیح (شرائط بخاری و مسلم پر) کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا۔

ماخلت الارض من بعد نوح من سبعة یدفع الله بهم العذاب عن اهل الارض	(زمین حضرت نوح علیہ السلام کے بعد ا ایسے سات آدمیوں سے خالی نہیں رہی جن کی وجہ سے اللہ اہل زمین سے عذاب کو ٹالتا تھا

اسی طرح دیگر آثار میں بھی یہ بات موجود ہے۔

ان دونوں مقدمات کو جمع کرو تو اس سے قطعی نتیجہ یہی نکلے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء میں کوئی مشرک نہیں، اس لئے کہ یہ ثابت ہو چکا کہ ان میں سے ہر کوئی اپنے دور میں تمام سے افضل تھا۔ اب اگر اہل شرک لوگ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء ہیں تو یہی ہمارا دعویٰ رہا ہے۔ اور اگر وہ لوگ اور ہیں

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء مشرک تھے تو دو امور میں سے ایک ضرور لازم آئے گا۔

۱۔یا تو مشرک، مسلمان سے بہتر ہو جائے اور یہ بات نص قرآنی اور اجماع کے خلاف ہے۔

۲۔یا ان کے غیر ان سے افضل ٹھہریں گے اور یہ بات احادیث صحیح کے خلاف ہونے کی وجہ سے باطل ہے تو قطعی طور پر ماننا پڑے گا کہ ان میں سے کوئی مشرک نہیں تاکہ وہ تمام اہل زمین سے افضل قرار پا سکیں۔

تفصیل دلیل

۱۔امام بزار نے مسند میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر نے اپنی تفاسیر میں، حاکم نے مستدرک میں اسے صحیح قرار دیتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

كان الناس امة واحدة	لوگ امت واحد ہی تھے۔

(البقرہ، ۲۱۳)

کے تحت نقل کیا۔

بين آدم و نوح عليهما السلام عشرة قرون كلهم على شريعة من الحق فاختلفوا فبعث الله النبيين	حضرت آدم اور حضرت نوح علیہما السلام کے درمیان دس پشتیں گزریں وہ تمام شریعت حقہ پر تھیں پھر لوگوں نے اختلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے انبیاء بھیجے۔

(المستدرک، ۲:۵۴۶)

۲۔امام ابن ابی حاتم نے آیت مبارکہ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا کہ ہمیں بتایا گیا کہ حضرت آدم اور حضرت نوح کے درمیان دس قرون تھے تمام کے تمام ہدایت پر اور شریعت حقہ پر تھے پھر اس کے بعد لوگوں نے اختلاف کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا وہ پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اہل زمین کی طرف مبعوث فرمایا۔

۳۔ قرآن مجید میں حضرت نوح علیہ السلام کی دعا یوں منقول ہے۔

رب اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی مؤمنا	اے میرے رب! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور اسے جو ایمان کے ساتھ میرے گھر میں ہے۔

(نوح ۲۸)

اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ حضرت آدم سے لے کر حضرت نوح تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد مومن تھے۔ حضرت نوح کے صاحبزادے حضرت سام نص قرآن اور اجماع کی بنیاد پر مومن ہیں' انہوں نے کشتی میں اپنے والد کے ساتھ نجات پائی اور وہاں نجات صرف اہل ایمان کو ملی تھی۔

۴۔ قرآن مجید میں ہے۔

وجعلنا ذريته هم الباقين	اور ہم نے اسی کی اولاد باقی رکھی۔

(الصافات ۷۷)

بلکہ بعض آثار میں ہے کہ وہ نبی تھے ان کے بیٹے ارفخشد کے ایمان پر ابن عباس میں تصریح ہے جسے ابن عبدالحکم نے تاریخ مصر میں ذکر کیا ہے۔ اس میں ہے کہ انہوں نے اپنے دادا حضرت نوح علیہ السلام کو پایا اور انہوں نے ان کے لئے دعا کی اے اللہ! ان کی اولاد کو ملک اور نبوت عطا فرما۔ ابن سعد نے طبقات میں بھی ایک اثر نقل کیا ہے جس میں شارخ سے لے کر تارخ تک تمام کے اسلام کی تصریح ہے۔

آزر چچا ہے

رہا معاملہ آزر کا تو اس میں فکر اور ترجیح (جیسا کہ امام رازی نے کہا) یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد نہیں بلکہ چچا ہیں اور اسلاف کی پوری جماعت کی تحقیق ہے۔[1]

---

[1] جیسا کہ امام ابن حجر کی کے متعلق آزر کے والد نہ ہونے پر اجماع ہے۔(افضل القرٰی لقراء ام القرٰی، ...) لتریس محلان، ۲۲۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجاہد ابن جریج اور سدی سے اسانید کے ساتھ منقول ہے کہ تمام کی رائے یہی ہے۔

لیس آزر ابا ابراہیم انما ھو ابراہیم بن تارخ
کہ آزر حضرت ابراہیم کے والد نہیں بلکہ ان کے والد تارخ ہیں۔

ابن منذر کی تفسیر میں "میں نے ایک روایت دیکھی جس میں مصرح ہے کہ آزر چچا ہے۔

ہماری اس گفتگو سے ثابت ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضرت آدم سے لے کر حضرت ابراہیم تک تمام آباؤ شریف کے ایمان پر نصوص اور اتفاق ہے ہاں آذر کے بارے میں یہ اختلاف ہے کہ وہ حضرت ابراہیم کے چچا ہیں یا والد" اگر تو وہ والد ہیں تو ان کو مستثنیٰ کر لیا جائے اور اگر وہ چچا ہیں تو وہ خارج ہیں اور آپ کا نسب سلامت و محفوظ ہے۔

عرب دینِ ابراہیمی پر تھے

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کے بعد احادیث کتب اور اقوالِ علماء اس پر متفق ہیں کہ عرب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر رہے ان میں سے کسی نے کبھی کفر نہیں کیا اور نہ ہی کسی کی عبادت روا رکھی۔ یہاں تک عمرو بن لحی خزاعی کا دور آیا یہ پہلا شخص ہے جس نے دینِ ابراہیمی کو تبدیل کیا" بتوں کی عبادت شروع کی اور بتوں کے نام پر جانور چھوڑے۔

(۱) بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دوزخ میں آنتیں کھینچتے ہوئے دیکھا ہے اور یہ پہلا شخص تھا جس نے بتوں کے نام پر جانور چھوڑے۔

ابن جریر نے تفسیر میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف کو آگ میں

آنتیں کھینچتے ہوئے دیکھا اور یہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت ابراہیم کے دین میں تبدیلی کی۔ (جامع البیان)

امام احمد نے مسند احمد میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے سب سے پہلے بتوں کے نام پر جانور چھوڑے اور بتوں کی پوجا کی اس کا نام ابو خزاعہ عمرو بن عامر ہے اور میں نے اسے دوزخ میں آنتیں کھینچتے دیکھا ہے۔

شہرستانی نے الملل والنحل میں کہا' حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین قائم رہا اس طرح توحید بھی عربوں میں ابتداء سے معروف و شائع تھی۔ جس شخص نے اس میں تبدیلی کی اور بتوں کی عبادت شروع کروائی' اس کا نام عمرو بن لحی ہے۔
(الملل والنحل' ۲۳۳؍۲)

حافظ ابن کثیر کی شہادت

حافظ عماد الدین ابن کثیر کہتے ہیں عرب دین ابراہیمی پر ہی تھے' یہاں تک کہ عمرو بن عامر خزاعی مکہ کا والی بنا' اس نے بیت اللہ کی تولیت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد سے چھین لی' اس نے بتوں کی عبادت ایجاد کی اور عربوں میں گمراہیاں شروع کروائیں تلبیہ میں

"لاشریک لک" کے بعد	مگر تیرا ایک شریک ہے تو اس
الاشریکا هولک	کا بھی مالک ہے اور اس کا بھی
تملکه وماملک	جس کا وہ مالک ہے۔

جس نے سب سے پہلے یہ کلمات پڑھے وہ یہی شخص تھا' عربوں نے شرک میں اس کی اتباع کی' کفر پیدا کرنے میں یہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے مشابہ ٹھہرے' اس کے بعد ان کے اسلاف ایمان پر تھے بلکہ پھر بھی ان میں کچھ ایسے لوگ تھے جو دین ابراہیمی پر رہے۔

ابن حبیب نے تاریخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا

كان عدنان ومعد وربيعة ومضر وخزيمة والا على ملة ابراہیم فلا تذکروهم الابخیر

عدنان، معد، ربیعہ، مضر، خزیمہ اور اسد تمام ملت ابراہیمی پر تھے ان کا ذکر خیر سے ہی کیا کرو۔

مضر مسلمان تھے

ابن سعد نے طبقات میں عبداللہ بن خالد سے مرسلاً روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

لاتسبوا مضر فانه كان اسلم — مضر کو برا نہ کہو وہ تو مسلمان تھے

(الطبقات، ۸۸/۱)

الیاس مومن تھے

امام سہیلی نے روض الانف میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد عالی ذکر کیا

لاتسبوا الیاس فانه كان مومنا — الیاس کو برا نہ کہو وہ صاحب ایمان تھے

(الروض الانف، ۸/۱)

یہ بھی منقول ہے کہ ان کی مبارک پشت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تلبیہ سنا جاتا تھا (الروض الانف، ۸/۱)

کعب بن لوئی اور جمعہ کا خطاب

اس میں یہ بھی ہے کہ کعب بن لوئی نے سب سے پہلے جمعہ کے دن اجتماع شروع کیا، قریش اس دن ان کے ہاں جمع ہوتے وہ خطاب کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت اور مقام بعثت کا تذکرہ کرتے اور بتاتے وہ میری اولاد میں سے ہوں گے، انہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پر ایمان لانے کی تعلیم دیتے اس بارے میں ان سے کچھ اشعار بھی منقول ہیں ان میں
سے ایک یہ ہے

یالیتنی شاهدا نجواء دعوته
اذا قریش تبغی الحق خذلانا

(کاش میں ان کی دعوت و تبلیغ کے موقعہ پر موجود ہوتا جب قریش حق کو کمزور کرنے کی
کوشش کر رہے ہوں گے) (الروض الانف ۱/[illegible])

امام سہیلی نے لکھا امام ماوردی نے بھی روایت کتاب الاعلام میں حضرت کعب رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے۔ (اعلام النبوۃ [illegible])
میں کتابوں ابو نعیم نے بھی اسے دلائل النبوۃ میں ذکر کیا (دلائل النبوۃ [illegible])
اس تمام تفصیل سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام آباء
حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر کعب بن لوئی اور ان کے بیٹے مرہ تک کے ایمان پر
نصوص ہیں اس میں امت کے دو افراد میں بھی اختلاف نہیں۔

چار آباؤ اجداد

درمیان مرہ اور عبدالمطلب کے درمیان چار آباء کلاب، قصی، عبد مناف اور ہاشم
کا تذکرہ ان کے بارے میں کسی نص پر مطلع نہ ہوا ان کے ایمان پر اور نہ عدم ایمان پر

تین دلائل

یہاں تین دلائل باقی ہیں جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اس اولاد کے بارے میں ہیں جن
کا تعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلہ نسب سے ہے۔

۱؎ ان چار کے تفصیلی حالات کے لئے شیخ محمود شکری کی کتاب بلوغ الارب کا مطالعہ
[illegible] (قادری غفرلہ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

وانقال ابراہیم لابیه وقومه انی براء مما تعبدون الا الذی فطرنی فانه سیهدین وجعلها کلمة باقیة فی عقبه (الزخرف: ۲۶-۲۸)

اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے فرمایا میں بیزار ہوں تمہارے معبودوں سے سوا اس کے جس نے مجھے پیدا کیا کہ ضرور وہ بہت جلد مجھے راہ دے گا اور اسے اپنی نسل میں باقی کلام رکھا۔

عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی "وجعلها کلمة باقية فی عقبه" کے تحت نقل کیا اس سے مراد

لا اله الا الله باقية فی عقب ابراہیم

"لا الہ الا اللہ" ہے جو حضرت ابراہیم کے بعد بھی جاری و ساری رہا۔

انہوں نے مجاہد سے بھی اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مذکورہ آیت ہی کے تحت نقل کیا۔

شهادة ان لا اله الا الله والتوحید لایزال فی ذریته من یقولها بعده (جامع البیان: ۲۵:۵۸)

اس سے مراد "لا الہ الا اللہ" کی شہادت اور توحید ہے ان کی اولاد میں ایسے لوگ ہمیشہ رہے جو اسی کے قائل تھے۔

ابن منذر نے ابن جریج سے اس کے تحت یہ کلمات کہے

فی عقب ابراہیم فلم یزل بعد من ذریته ابراہیم من یقول لا اله الا الله

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا عقب مراد ہے تو ان کی اولاد میں ہمیشہ ایسے لوگ رہے جو "لا الہ الا اللہ" کے قائل تھے

عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ کلمات نقل کیے

الاخلاص والتوحید لایزال فی ذریته من یوحدالله ویعبده

اخلاص اور توحید مراد ہے، حضرت ابراہیم کی اولاد میں ایسے لوگ موجود رہے جو اللہ کو واحد جانتے اور اس کی عبادت کرتے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

رب اجعلنی مقیم الصلوٰة ومن ذریتی

(ابراہیم: ۴۰)

اے میرے رب! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری اولاد کو بھی۔

مفسرین نے اس کے تحت کہا۔

فلن یزال من ذریة ابراہیم اناس علی الفطرة یعبدون الله

سیدنا ابراہیم کی اولاد میں سے کچھ لوگ فطرت پر تھے اور وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

واذقال ابراہیم رب اجعل هذاالبلد آمنا واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام

(ابراہیم: ۳۵)

اور جب ابراہیم نے عرض کیا اے میرے رب! اس شہر کو امن والا بنا اور مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی عبادت سے محفوظ فرما۔

سیدنا ابراہیم کی دعا

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد سے اس آیت کے تحت نقل کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کی دعا ان کی اولاد کے بارے میں قبول فرمائی، ان کی دعا کے بعد ان میں سے کسی نے بت پرستی نہیں کی، اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کرتے ہوئے اس شہر کو امن والا بنایا، آپ کے اہل کو ثمرات عطا فرمائے اور آپ کو امامت کا درجہ دیا اور آپ کی اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنایا۔

(جامع البیان: ۱۰۰۰۸)

امام ابن ابی حاتم نے سفیان بن عیینہ کے بارے میں نقل کیا ان سے سوال
کیا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد نے بت پرستی کی؟ تو فرمایا ہرگز نہیں کیا تم
ان کی یہ دعا نہیں سنی۔

واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام — اور مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی عبادت سے محفوظ فرما۔

سوال ہوا اس میں حضرت اسحاق کی اور سیدنا ابراہیم علیہما السلام کی بقیہ اولاد کیوں
داخل نہیں؟ فرمایا اس خاص شہر کے بسنے والے اہل کے لئے دعا تھی کہ وہ جب یہاں
رہیں تو بت پرستی نہ کریں عرض کیا۔

اجعل هذا البلد امنا — اے اللہ! اس شہر کو امن والا بنادے۔

اس میں تمام شہروں کے لئے دعا نہیں تھی ان کے الفاظ یہ ہیں۔

واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام — اور مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی عبادت سے محفوظ رکھنا۔ (ابراہیم: ۳۵)

اس میں انہوں نے اپنے اہل کو مخصوص فرمایا ہے۔
اس تمام گفتگو سے وہی کچھ ثابت ہو رہا ہے جو امام فخرالدین رازی نے کہا ہے۔
علامہ شمس الدین بن ناصرالدین دمشقی نے کیا خوب کہا ہے۔

تنقل احمد نورا عظيما تلألأ في جباه الساجدينا
تقلب فيهم قرنا فقرنا الى ان جاء خير المرسلينا

(حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور سجدہ کرنے والوں کی پیشانیوں میں چمکتا ہوا
منتقل ہوتا رہا ہے۔ اور ان میں سے بہتر سے بہتر کی طرف بڑھتا حتی کہ خیرالمرسلین کی
صورت میں ظہور پذیر ہوا)

حضرت عبدالمطلب کا معاملہ

اب صرف معاملہ حضرت عبدالمطلب کا رہ جاتا ہے ان کے بارے میں ؟ ؟

کا اختلاف ہے۔ تاہم قول یہی ہے کہ انہیں دعوت نہیں پہنچی

امام شہرستانی کہتے ہیں' حضرت عبدالمطلب کی پیشانی میں حضور صلی اللہ

وآلہ وسلم کے نور کا ظہور تھا اس نور کی برکت سے بیٹے کے ذبح کی نذر السلام ہو

اس کی برکت سے انہوں نے ابرہہ سے کہا

ان لهذا البيت ربا يحفظه — اس گھر کا مالک ہے جو اس کی حفاظ

کرے گا

اس کی تائید کرتا ہے وہ واقعہ کہ وہ ابو قبیس پر چڑھے اور کہا

لاهم ان المرء يمنع رحله فامنع رحالك

لايغلبن صليبهم ومحالهم عدوا محالك

(اے اللہ ہر آدمی اپنے مرکز کی حفاظت کرتا ہے تو بھی کعبہ کی حفاظت فرما' ان

صلیب تیرے گھر پر کبھی غالب نہیں ہو گی)

اس نور کی برکت سے وہ اپنی اولاد کو ظلم و سرکشی سے منع فرماتے' انہیں

اخلاق اپنانے پر ابھارنے اور گھٹیا امور سے منع کرتے اس نور کی برکت سے

نے اپنی وصیتوں میں کہا جو دنیا سے ظالم جائے گا اس سے بدلا لیا جائے گا اور

ضرور سزا ملے گی یہاں تک کہ آپ سے عرض کیا گیا ایک ظالم فوت ہو گیا مگر اس

ظلم کی سزا اسے نہیں ملی

حضرت عبدالمطلب نے غور فرما کر کہا

والله ان وراء هذه الدار دارا — اللہ کی قسم اس دار دنیا کے بعد ایک

يجزى فيها المحسن — دار آخرت ہے جس میں محسن کو

باحسانه ويعاقب فيها — کے احسان کا اور برے کو اس کی بر

یہ باتیں واضح کر رہی ہیں کہ انھیں تحقیقاً موت نہیں پہنچی اور نہ ہی انھیں کوئی شخص ملا جو انھیں ان حقائق سے آگاہ کرتا جو رسول لے کر آتے ہیں کیونکہ انھیں انبیاء کے حوالے سے حشر و نشر کی اطلاع ہو جاتی تو وہ اس سے غافل نہ ہوتے اور نہ ہی یہ واقعہ پیش آتا کہ غور کر کے کہا کہ دوسرا جہاں ہے (یعنی فکر و استدلال کی حاجت ہی نہ تھی)

قولِ ساقط

ان کے بارے میں ایک قولِ ساقط بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں زندہ فرمایا اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے' اسے ابنِ سید الناس نے سیرت میں نقل کیا۔

لیکن یہ مردود ہے میں نے اسے کسی اہلِ سنت کے امام کا قول نہیں پایا بلکہ یہ شیعہ کی طرف سے آیا ہے اور یہ ایسا قول ہے جس پر کوئی دلیل نہیں' اس بارے میں کوئی حدیث مروی نہیں' نہ ضعیف اور نہ غیر ضعیف۔

اس سے امام فخرالدین رازی اور قائل کے درمیان فرق بھی واضح ہو گیا کہ قائل کا دعویٰ یہ ہے کہ عبدالمطلب زندہ ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملت پر ہو گئے امام فخرالدین رازی یہ نہیں کہتے بلکہ کہتے ہیں وہ اصلاً ملتِ ابراہیمی پر تھے' انھیں اس ملت میں داخلہ حاصل نہیں ہوا۔

ضمیمہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے موحدہ ہونے پر یہ روایت دلالت کر رہی ہے' جسے امام ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں سندِ ضعیف کے ساتھ بطریق زہری حضرت ام سماعہ بنت ابی رہم سے انھوں نے اپنی والدہ سے بیان کیا میں سیدہ آمنہ کے مرضِ وصال کے وقت ان کے پاس تھی' اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی عمر پانچ سال تھی" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے سرہانے کے پاس تشریف
فرما تھے' انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کی طرف دیکھتے ہوئے
کہا

بارک الله فیک من غلام یا ابن الذی من حومة الحمام

(اے نوجوان، تجھے اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے تو اس شخص کا بیٹا ہے جس
نے موت سے نجات پائی)

نجا بعون الملک المنعام فودی غداة الضرب بالسهام

(مالک اور انعام کرنے والے کی مدد سے نجات پائی اور ان کا فدیہ ادا کر دیا گیا)

بمائة من ابل سوام ان صح ما ابصرت فی المنام

(وہ سو اونٹ تھے اگر خواب کی تعبیر پوری ہو جائے)

فانت مبعوث الی الانام من عند ذی الجلال والاکرام

(تم لوگوں کی طرف رسول ہو اللہ صاحب جمال و کمال کی طرف سے)

تبعث فی الحل وفی الحرام تبعث بالتحقیق والاسلام

(تم حرم اور غیر حرم کے نبی ہو اور تمہیں اسلام اور حقائق دے کر بھیجا گیا)

دین ابیک البر ابراهام فالله انهاک عن الاصنام

(آپ کے والد ابراہیم کا دین اعلیٰ ہے اور اللہ تعالیٰ نے بت پرستی سے منع فرمایا)

ان لا توالیها مع الاقوام

(تم لوگوں سمیت بت پرستی سے بچو)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ نے فرمایا ہر زندہ مرنے والا ہے' ہر
پرانا ہونے والا ہے' ہر صاحب کثرت فنا ہو جائے گا' میں جا رہی ہوں لیکن میرا
ذکر باقی رہے گا۔ میں نے خیر چھوڑی ہے اور پاکیزہ کو جنم دیا ہے اس کے بعد ان کا وصال ہو
گیا۔ ہم نے ان کے وصال پر جنات کا نوحہ سنا اور ان کے کلام میں سے ہمیں

یاد

نبکی الفتاة البرة الامنیه
ذات الجمال العفة الرزینه
(نوجوان صالح صاحب امانت خاتون پر آنسو بہانے چاہیں جو صاحب جمال اور عفیف تھیں)

زوجة عبدالله والقرینه
ام نبی الله ذی السکینه
(وہ حضرت عبداللہ کی بیوی اور صاحب سکینہ اللہ کے نبی کی والدہ ہیں۔)

وصاحب المنبر بالمدینه
صارت لدی حفرتها رهینه
(وہ نبی مدینہ کے منبر کے تاجدار ہیں اب وہ قبر میں مدفون ہیں۔)

تم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ کا کلام پڑھا' اس میں صراحۃً بتوں کی عبادت سے منع موجود ہے' دین ابراہیمی کا اعتراف ہے' اپنے بیٹے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی ہونے کا ذکر اور اعتراف ہے' یہ تمام علامات شرک کے منافی ہیں۔

تمام انبیاء کی مائیں

پھر میں نے انبیاء علیہم السلام کی ماؤں کے بارے میں تحقیق کی تو ان میں سے اکثر کے ایمان پر تصریح پائی اور جن پر نص نہ تھی ان پر سکوت تھا' کوئی شے ان کے بارے میں ہرگز منقول نہیں' اور ظاہر یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے صاحب ایمان ہوں گی' اس کی وجہ اور راز یہ ہے کہ ان تمام نے نورِ الٰہی کا مشاہدہ کیا تھا جیسا کہ اس حدیث میں موجود ہے۔

امام احمد' بزار' طبرانی' حاکم اور بیہقی نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے ہاں خاتم النبیین تھا اور آدم اپنی تیاری میں تھے' میں تمہیں اپنے بارے میں بھی بتاؤں میں اپنے والد حضرت ابراہیم کی دعا' حضرت عیسیٰ کی بشارت اور اپنی والدہ کا خواب ہوں اور اس طرح

تمام انبیاء کی مائیں ایسا خواب دیکھتی ہیں۔ (المستدرک، [illegible])

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ نے حمل اور ولادت کے دنوں میں بہت سی ایسی نشانیاں دیکھیں جو انبیاء کی مائیں دیکھا کرتی ہیں، اس پر تفصیلاً احادیث ہم نے کتاب المعجزات میں ذکر کی ہیں۔

اس مسئلہ پر یہ تیسری تصنیف ہے جو لطافت مختصر ہے، میں نے اس موضوع پر چوتھی کتاب بھی لکھی ہے جس میں حدیث احیا (زندہ ہو کر ایمان لانا) پر اصولِ حدیث کے اعتبار سے گفتگو کی ہے۔ اب میں پانچویں تصنیف کی طرف بڑھتا ہوں جو نثری صورت میں بطریق انشاء مقامہ ہے۔[1]

خاتمہ

ہمارے استاذ امام تقی الدین کے والد امام کمال الدین شمنی کی مجموعہ تحریر میں ہے کہ قاضی ابوبکر بن العربی سے اس آدمی کے بارے میں سوال ہوا جو کہتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد دوزخ میں ہیں تو انہوں نے فرمایا وہ ملعون ہے اور اس پر یہ آیت مبارک تلاوت کی۔

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلھم عذابا مھینا (الاحزاب: ۵۷)

بلاشبہ جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دی، ان پر اللہ کی لعنت دنیا و آخرت میں اور ان کے لئے اس نے رسوا کن عذاب تیار کر رکھا ہے۔

---

[1] یہ عربی کا ترجمہ بنام "والدین مصطفیٰ کا زندہ ہو کر ایمان لانا" اور پانچویں کا ترجمہ بنام "الحسب نبوی کا مقام" شائع ہو چکا ہے۔ (قادری غفرلہ)

پھر فرمایا۔

اس سے بڑھ کر کیا اذیت ہو سکتی ہے کہ یہ کہا جائے کہ فلاں کا والد دوزخ میں ہے۔

امام محب طبری نے ذخائر العقبیٰ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا سبیعہ بنت ابی لہب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگ کہتے ہیں تو دوزخی کی بیٹی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہوئے اور فرمایا

مابال اقوام یؤذوننی فی قرابتی من اذی قرابتی فقد آذانی ومن آذانی فقد اذی اللہ
(ذخائر العقبیٰ: ۶۷)

ان لوگوں کا حال کیا ہو گا جو مجھے قرابت داروں کے حوالے سے اذیت دیتے ہیں جس نے میرے کسی رشتہ دار کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی۔

امام ابونعیم نے حلیہ میں بطریق عبداللہ بن یونس کہا کہ میں نے اپنے بعض اساتذہ سے سنا

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک شخص لایا گیا جو مسلمان تھا لیکن اس کا والد کافر تھا' آپ نے لانے والے سے فرمایا تم مہاجرین کی اولاد میں سے کسی کو لاتے' اس پر شخص بول پڑا اور کہنے لگا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد بھی ——— تو ہم دو گنگ ذکر نہیں کرتے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناراض ہوئے اور فرمایا یہاں سے دفعہ ہو جاؤ کبھی بھی ہمارے ہاں نہیں رہ سکتے۔

(الخصائص' ۲۰۰-۲۰۱)

شیخ الاسلام ہروی نے ذم الکلام میں ابن ابی جبلہ سے نقل کیا حضرت عمر بن عبدالعزیز نے سلیمان بن سعد سے کہا مجھے معلوم ہوا ہے تیرا والد فلاں فلاں جگہ پر عامل

حائل رہا ہے۔ حالانکہ وہ کافر تھا اس نے آگے سے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت............ ہم وہ کلمات ذکر نہیں کرتے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سخت ناراض ہوئے اور اسے مجلس سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔

امام شافعی کا ادب

قاضی تاج الدین سبکی نے الترشیح میں کہا امام شافعی نے جب یہ روایت بیان کی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بڑے خاندان کی عورت کا ہاتھ کا(ٹا) لوگوں نے باتیں کیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر فلاں خاتون! چوری کرتی تو اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔ ابن سبکی کہتے ہیں غور کرو امام شافعی نے ان مقام کا ادب کرتے ہوئے سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام نہیں لیا۔ بلکہ فلاں کہہ دیا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نام لیا تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے یہ چیز زیب دیتی ہے مگر دوسروں کے لئے یہ کہاں جائز؟

امام ابوداؤد کا ادب

صاحب سنن امام ابوداؤد نے بھی ادب ہی کا طریقہ اپناتے ہوئے حضرت عبدالمطلب کے حوالے سے حدیث نقل کی مگر ان کے بارے میں جو سخت (الفاظ) تھے ان کی تصریح نہ کی" (ابوداؤد، ۳۱۲۳)

حالانکہ وہ حدیث مسند احمد اور نسائی میں موجود ہے۔ یہ اور دیگر ان آئمہ کرام کی مثالیں ہمارے لئے رہنمائی و تعلیم ہیں کہ ہم ادب کرتے ہوئے (ان) معاملات میں خاموشی اختیار کریں۔ اسی لئے میں نے اس کتاب کے بقیہ حصے میں چوتھے گروہ کا قول (کفر والا) ذکر ہی نہیں کیا بس صرف تین گروہ (جو انہی مانتے ہیں) ہی ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی مددگار ہے۔

الدرج المنيفة
في
الآباء الشريفة

للإمام جلال الدين عبد الرحمن السيوطي

٨٤٩ هـ - ٩١١ هـ